زفاف/ رخصتی کے ساتھ تفریح کی شرعی حیثیت

مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب

زفاف عورتوں کے اجتماع کے ساتھ دلہن کا والدین کے گھر سے والدین سے رخصت لے کر دولہا کے گھر کے لئے عورتوں کے اجتماع میں روانہ ہونا زفاف اور رخصتی کہلاتا ہے۔ جس کو موجودہ دور میں دلہن کی بارات بھی کہتے ہیں۔ دلہن کو عورتوں کے اجتماع اور بارات کے ساتھ دولہا کے گھر بھیجنا مستحب ہے۔ آج کل دلہن کی رخصتی کی دوصورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ دلہن کے گھر سے دولہا کی گھر کی طرف روانگی اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ شادی ہال یا ہوٹل سے دولہا کے گھر کی طرف روانگی ماضی بعید میں ایسا ہی ہوتا تھا کہ دلہن والے دلہن کو دولہا کے گھر بھیج دیتے تھے لیکن آج کل دولہا والے دلہن کو لینے جاتے ہیں۔ دولہا کا اپنے عزیز واقارب اور مدعوئین دوستوں کے ساتھ دلہن کو لینے کے لئے شادی ہال یا دلہن کے گھر آنے کو بارات کہا جاتا ہے۔ بارات کے ساتھ عموماً لہو و لعب ہر دور کی مناسبت سے چلا آ رہا ہے اور یہ شرائط کے ساتھ جائز ہے ایک شرط یہ ہے کہ بارات میں خلاف شریعت کوئی کام نہ ہو۔ بارات میں خواتین کا باآواز گانا اور بارات میں اجنبی مردوں کے ساتھ خواتین کا بلاحجاب اختلاط اور افراط کے ساتھ موسیقی اور ڈھول باجے عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے ساتھ اسٹیج شو اور عورتوں کا رقص سب امور خلافِ شریعت ہیں۔ موجودہ دور میں شہروں میں جو کچھ باراتوں میں ہو رہا ہے تقریباً سب ناجائز ہے الا ماشاء اللہ لیکن دیہاتوں میں اہل شرع لوگوں کی باراتوں میں خلاف شرع کوئی عمل نہیں ہوتا صرف عورتوں کے اجتماع میں دلہن کو دولہا کے گھر روانہ کر دیا جاتا ہے اور عورتوں کا اجتماعی صورت میں دلہن کو دولہا کے گھر چھوڑ آنا یا لینے جانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زَفَفْنَا امْرَءَ ةً اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا يَكُوْنُ مَعَهُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں ہم نے انصار میں سے ایک مردؓ کی طرف ایک عورت کو رخصت کیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان انصار کے ساتھ لہو نہیں تھا کیونکہ انصار کو لہو پسند ہے۔

☆ جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

معلوم ہوا شادی کے موقع پر لہو جائز ہے۔

- حدیث: ترمذی شریف میں ہے:

فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ۔

حلال اور حرام کے درمیان فرق دف اور آواز ہے۔ (رواہ عن محمد بن حاطب الجمحی)

- حدیث ترمذی شریف میں ہے:

اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ

اس نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مساجد میں کرو اور نکاح پر دف بجاؤ۔

- حدیث:

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاء قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ "وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ" فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ۔ (رواہ البخاری)

یعنی حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے کمرہ میں داخل ہوئے جب میری رخصتی ہو رہی تھی اور میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح تو میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور جویرات (لڑکیاں) دف بجا رہی تھیں اور بدر کے دن میرے آباء سے شہید ہونے والے لوگوں پر ندبۃ اور افسوس کا اظہار کر رہی تھیں ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل میں ہونے والی ہر چیز کو جانتے ہیں آپ نے فرمایا اس کو ترک کر دے اور وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (بخاری)

- حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ

قَوْمٌ فِیْهِمْ غزلٌ فلوْ بعثتم معها مَنْ یَّقُوْلُ۔ اَتَیْنَا کُم اَتَیْنَا کُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّا کُمْ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی قرابت دار لڑکی کا کسی انصاری سے نکاح کیا پس حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا لڑکی کو تم نے رخصت کر دیا لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے لڑکی کے ساتھ غناء کرنے والا بھیجا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک انصار ایسی قوم ہے جس میں غنا اور گانے کی طرف میل ہے (گانے پسند کرتے ہیں) پس اگر تم اس لڑکی کے ساتھ ایسا شخص بھیجتے جو کہتا ''ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہم تمہارے پاس آئے ہیں پس ہمیں مبارک ہو اور تمہیں مبارک ہو۔'') تو اچھا ہوتا۔

اس شعر اَتَیْنَا کُمْ اَتَیْنَا کُمْ۔ فَحَیَّانَا وَ حَیَّا کُمْ کا آخری حصہ یہ ہے:

وَلَوْ لَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ لَمْ تُسْمِنْ عَذْرَاکُمْ۔ یعنی اگر سرخ گندم نہ ہوتی تو تمہاری باکرہ لڑکیاں فربہ اور موٹی نہ ہوتیں۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والے مرد یا گانے والی عورت کے لئے اشعار کا بھی انتخاب فرمایا اور دلہن کے ساتھ گانے والے آدمی کو بھیجنے کی ترغیب فرمائی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا فربہی گندم کی روٹی کھانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے آج کل ڈاکٹر فربہ لوگوں کو روٹی کے ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

● حدیث:

عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قُرْظَةَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیْ فِیْ عُرْسٍ وَ اِذَا جَوَارٍ یُغَنِّیْنَ فَقُلْتُ اَیْ صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلَ بَدْرٍ. یُفْعَلَ هٰذَا عِنْدَکُمْ فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِصَّ لَنَا فِی اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (نسائی)

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری کے ہاں شادی میں حاضر ہوا جبکہ وہاں لڑکیاں غنا کر رہی تھیں پس میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے صاحب اور اصحاب بدر یہ غنا تمہارے سامنے ہو رہا ہے تو ان دونوں نے فرمایا بیٹھ جا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ کیونکہ ہمیں شادی میں لہو کی رخصت دی گئی ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح الطیبی میں ہے کہ اہل حق علماء نے ان احادیث کی روشنی میں خوشی اور سرور کے ایام اور عیدین کے ایام میں دف اور جائز اشعار کے ساتھ غناء کو جائز قرار دیا ہے۔ غناء خواہ مردوں کا ہو یا نابالغ لڑکیوں یا لونڈیوں کا کیونکہ نابالغ لڑکیوں کی اور لونڈیوں کی آواز اور ترنم تو عورت نہیں ہے۔ جس طرح لونڈیوں اور نابالغ لڑکیوں کے بازو اور سر اور گردن اور سینے اور پشت کا بالائی نصف عورت نہیں ہے اور ان اعضاء کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح ان کی ترنم اور غنا کی آواز بھی عورت نہیں ہے اور اس کا سننا جائز ہے۔ شامی میں ہے۔ والرأس والزراع لیس بالعورۃ من الرقیق۔ رقیق اور لونڈی کا سر اور بازو عورت نہیں ہے۔ لہٰذا آواز بھی عورت نہیں ہے۔ جب خوشی کے ایام میں مردوں کے سننے کی جگہ لڑکیاں دف بجا کر گانا سنا سکتی ہیں تو مرد دف بجا کر گانے کیوں نہیں سنا سکتے۔

ہمارے علماء مذکورہ احادیث میں جواری اور جویرات سے مراد نابالغ لڑکیاں یا لونڈیاں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں نابالغ لڑکیوں کی سریلی آواز اور لونڈیوں کا غناء عورت نہیں ہوتا لہٰذا سننا جائز ہے۔ لیکن حرۃ اجنبیہ عورت کی سریلی آواز اور غناء عورت ہوتا ہے اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں ہے۔

آزاد خواتین کی تلاوت اور نعت سننے کا حکم:

- آزاد حرۃ اجنبیہ کا غناء عورت ہوتا ہے۔ اس لئے حرۃ اور آزاد بالغ عورتیں غناء اور سر کے ساتھ مردوں کی سماع کی جگہوں میں بلند آواز سے نعت اور قرآنِ مجید کی تلاوت بھی نہیں کر سکتیں۔ ان کا مردوں کی مجالس میں سریلی آواز میں قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے اور مردوں کا سننا بھی حرام ہے۔ نعت اور گانا اور صلوٰۃ وسلام تو بعد کی بات ہے لیکن موجودہ دور کی ابتلاءات اور امتحانات سے ایک امر یہ بھی ہے کہ آزاد و حرۃ خواتین جو کہ اپنے آپ کو صالحات سمجھتیں ہیں وہ بھی ٹی وی اور اسپیکر پر مردوں کی سماعت کی جگہوں میں بلکہ مردوں کی مجالس میں قرآنِ مجید اور نعتیں پڑھتی ہیں۔ صلوٰۃ و سلام کی محافل منعقد کرتی ہیں اور اس کو باعث اجر اور ثواب سمجھتیں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اور مرد حضرات خواتین کے حسین آوازوں کی تلاوت اور نعتیں اور میلاد کی محافل میں صلوٰۃ وسلام سننے کو اپنے لئے باعث اجر اور ثواب سمجھتے ہیں۔

اگر سچ بتایا جائے تو وہ یہ ہے کہ بلا حجاب نیم عریاں لباس میں ملبوس خواتین جن کے سر اور بازو اور سینہ اور پشت اور کمر کا نصف حصہ ننگا ہو اور ایسے لباس میں ہونے کی صورت میں ٹی وی اور غیر محرم مردوں کی مجالس میں شریک ہوں اپنے جسم عریانی کو جائز سمجھیں ایسی سب عورتیں مرتدات ہیں۔ کیونکہ اسلامی اور دینی احکام کا استخفاف اور استہانت کفر ہوتا ہے اور حرام قطعی کو حلال سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے اور مذکورہ عورتوں میں دونوں امر پائے جاتے ہیں۔ اور مرتدۃ خواتین کی حرمت کافرۃ حربیہ خواتین کی طرح ہوتی ہے اور اجنبی مردوں کے لئے نظر کے اعتبار سے ان کی حرمت اور عظمت ساقط ہوتی ہے اور ایسی خواتین کے بدن کے ننگے حصوں کو دیکھنے اور ان کی آواز سننے میں صالحین مؤمنین کو کوئی گناہ نہیں ہوتا اور میرے خیال میں حرمت نظر عورت کا حق ہے جب ننگی ہو کر عورت اپنا حق ساقط کر دے اور اس کو جائز سمجھے تو حرمت نظر ساقط ہونی چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

چنانچہ درمختار میں ہے:

وَمَنْ تَفَصَّحَ اَحْوَالَ نِسَآءِ زَمَانِنَا وَمَا يَقَعُ مِنْهُنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الرِّدَّهِ مَكَرَّرًا فِىْ كُلِّ يَوْمٍ لَمْ يَتَوَقَّفُ فِى الْاِفْتَاءِ بِرِوَايَةِ النَّوَادِرِ۔

(باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۸)

اور وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ کی عورتوں کے احوال کا تتبع کیا اور ان عورتوں سے روزانہ بار بار کافر اور مرتد بنا دینے والے امور کے واقع ہونے کا تتبع کیا اور ان کی طرف توجہ کی تو وہ نوادر کی روایت پر فتویٰ دینے میں توقف نہیں کرے گا۔

وَنَقَلَ الْمُصَنِّفُ فِىْ كِتَابِ الْغَصَبِ اَنَّ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ هَجَمَ عَلٰى نَائِحَةٍ فَضَرَبَهَا بِالدِّرَّةِ حَتّٰى سَقَطَ خِمَارُهَا فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ سَقَطَ خِمَارُهَا فَقَالَ اِنَّهَا لَا حُرْمَةَ لَهَا وَمِنْ هٰهُنَا قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُوْبَكْرِنِ الْبَلْخِىُّ حِيْنَ مَرَّ بِنِسَآءٍ عَلٰى شَطِّ نَهْرٍ كَاشِفَاتِ الرُّؤُسِ وَالذِّرَاعِ فَقِيْلَ لَهٗ كَيْفَ تَمُرُّ؟ فَقَالَ لَا حُرْمَةَ لَهُنَّ اِنَّمَا الشَّكُّ فِىْ اِيْمَانِهِنَّ كَاَنَّهُنَّ حَرْبِيَّاتٌ۔

(باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۹، مکتبہ دارالباز)

تنویر الابصار کے مصنف نے کتاب الغصب میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوحہ کرنے والی خاتون کو پکڑا اور عصا اور ڈنڈے سے اتنا مارا کہ اس عورت کے سر سے دوپٹہ گر گیا آپ کو کہا گیا اے امیر المؤمنین اس عورت کا دوپٹہ گر گیا ہے تو آپ نے فرمایا اس کے لئے کوئی حرمت نہیں ہے اسی روایت کی وجہ سے فقیہ ابوبکر بلخی جب نہر کے کنارے ایسی عورتوں سے گزرے جو ننگے سروں اور ننگے بازوں کے ساتھ موجود تھیں پس آپ کو کہا گیا آپ کیسے گزرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان کے لئے کوئی حرمت نہیں ہے۔ ان کے تو ایمان میں شک ہے گویا وہ ننگے سروں اور بازوں والی عورتیں حربی کافرہ عورتوں کی طرح ہیں۔

علامہ شامی حاشیہ میں فرماتے ہیں:

(قَوْلُہٗ کَاَنَّھُنَّ حَرْبِیَّاتٌ) اَیْ فَھُنَّ فَیْئٌ مَمْلُوْکَاتٌ وَالرَّأْسُ وَالزِّرَاعُ لَیْسَ بِعَوْرَةٍ مِنَ الرَّقِیْقِ وَوَجْهُ الْاَخْذِ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اِذَا سَقَطَتْ حُرْمَةُ النَّائِحَةِ تَسْقُطُ حُرْمَةُ هٰؤُلَاءِ الْکَاشِفَاتِ رُؤُوْسُهُنَّ فِیْ مَمَرِّ الْاَجَانِبِ لِمَا ظَهَرَ لَهٗ مِنْ حَالِهِنَّ اَنَّهُنَّ مُسْتَخِفَّاتٌ مُسْتَهِیْنَاتٌ وَهٰذَا سَبَبٌ مُسْقِطٌ لِحُرْمَتِهِنَّ فَافْهَمْ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا وَصَلْنَ اِلٰی حَالِ الْکُفْرِ وَصِرْنَ مُرْتَدَّاتٍ فَحُکْمُهُنَّ مَا مَرَّ مِنْ اَنَّهُنَّ لَا یُمْلَکْنَ مَا دُمْنَ فِیْ دَارِ الْاِسْلَامِ عَلٰی ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ وَاَمَّا مَا مَرَّ مِنْ اَنَّهٗ لَا بَأْسَ مِنَ الْاِفْتَاءِ بِمَا فِی النَّوَادِرِ مِنْ جَوَازِ اِسْتِرْقَاقِهِنَّ فَهٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰی رِدَّةِ الزَّوْجَةِ لِلضَّرُوْرَةِ لَا مُطْلَقًا اِذْ لَا ضَرُوْرَةَ فِیْ غَیْرِ الزَّوْجَةِ اِلَی الْاِفْتَاءِ بِالرِّوَایَةِ الضَّعِیْفَةِ وَلَا یَلْزَمُ مِنْ سُقُوْطِ الْحُرْمَةِ وَجَوَازِ النَّظَرِ اِلَیْهِنَّ جَوَازُ تَمَلُّکِهِنَّ فِیْ دَارِ نَالِاَنَّ غَایَتَهٗ اَنَّهُنَّ صِرْنَ فَیْئًا. وَلَا یَلْزَمُ مِنْ سُقُوْطِ الْحُرْمَةِ وَجَوَازِ النَّظَرِ اِلَیْهِنَّ جَوَازُ الْاِسْتِیْلَاءِ وَالتَّمَتُّعِ بِهِنَّ وَطْیًا وَغَیْرَهٗ لِاَنَّهٗ یَجُوْزُ النَّظَرُ اِلٰی مَمْلُوْکَةِ الْغَیْرِ وَلَا یَجُوْزُ وَطْئُهَا بِلَا عَقْدِ نِکَاحٍ. (باب نکاح الکافر، شامی)

(ابوبکر بلخی کا قول کَاَنَّهُنَّ حَرْبِیَّاتٌ) کہ نہر کے کنارے موجود ننگے بازو اور ننگے سر والی مسلمان عورتیں دارالحرب میں رہنے والی کافرہ عورتوں کی طرح ہیں) کا مفہوم یہ

[illegible]

ہے کہ وہ عورتیں مال غنیمت اور فئی (کافروں کا مال اور عورتیں اور مرد بغیر قتال کے مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں تو ان کو فئی کہا جاتا ہے)۔ مملوکہ عورتیں ہیں (حرائر اور آزاد نہیں ہیں) اور مملوکہ لونڈیوں کے سر اور بازو عورت اور ستر نہیں ہوتے اور فقیہ ابوبکرؒ کے حضرت عمرؓ کے قول سے استدلال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب نوحہ کرنے والی گنہگار عورت کی حرمت نہیں ہے تو ان ننگے سروں والی غیر محرم مردوں کی گزرگاہوں میں موجود عورتوں کی حرمت بھی ساقط ہے یہ اس لئے کہ فقیہ ابوبکر پر ان کے حال سے ظاہر ہوا کہ بے شک وہ عورتیں سر اور بازوؤں کے کشف کی وجہ سے اسلامی احکام کو ہلکا سمجھنے والی اور اسلامی احکام کی اہانت کرنے والی خواتین ہیں اور یہی ان کی حرمت کا مسقط سبب ہے پس تو سمجھ اس کو پھر تو جان کہ بے شک جب وہ عورتیں کفر کے حال تک پہنچ گئیں اور مرتدات ہوگئیں پس ان کا حکم وہ ہے جو گزر چکا ہے وہ یہ کہ جب وہ عورتیں دارالاسلام میں رہیں گی تو کسی کی مملوکہ لونڈیاں نہیں بنائی جائیں گی ظاہر الروایۃ یہی ہے اور لیکن جو (شرح) میں گزرا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ نوادر کی روایۃ پر فتویٰ دینا کہ ان عورتوں کو مملوکہ لونڈیاں قرار دینا جائز ہے یہ ضرورت کے لئے صرف بیوی کی ردۃ اور کفر کی صورت میں ہے مطلق ہر عورت کی نسبت سے نہیں ہے کیونکہ مرتدہ بیوی کے علاوہ دیگر مرتدات خواتین کے معاملہ میں نوادر کی روایۃ ضعیفہ پر فتویٰ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہر کے کنارے گھومنے والی عورتوں کی حرمت کے سقوط اور ان کو دیکھنے کے جواز سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمارے دارالاسلام میں ان کو مملوکہ بنانا اور ان کا مالک ہونا جائز ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ عورتیں فئی اور مال غنیمت ہوگئیں ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ اُن عورتوں کی حرمت کے ساقط ہونے سے اور ان کی طرف نظر کے جواز سے ان عورتوں پر غلبہ اور استیلاء جائز ہو تاکہ اُن عورتوں سے وطی اور مباشرت وغیرہا کے حوالہ سے نفع اُٹھایا جا سکے۔ انتھی (شامی)

- واضح ہوا کہ دین اسلام کے کسی حکم کا استخفاف اور استہانت کفر ہے اور کسی دینی اور اسلامی قول یا عمل کے ساتھ ہزل اور استہزاء بھی کفر ہے اگرچہ قائل کا اس کفر کے ساتھ اعتقاد نہ ہو فتح

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

القدیر احکام المرتدین کے باب کے آخر میں ذکر کردہ فروع میں ہے مَنْ هَـٰذَلَ بِلَفْظِ کُفْرٍ اِرْتَدَّ وَ اِنْ لَّـمْ یَعْتَقِدْهُ لِلْاِسْتِخْفَافِ فَهُوَ کَکُفْرِ الْعِنَادِ (ج ،ص۹۱)(ترجمہ): جس شخص نے کفر کے لفظ کے ساتھ مزاح کیا وہ مرتد ہے۔ اگر چہ اس کا اعتقاد نہ ہو استخفاف کی وجہ سے پس یہ کفر کفر عناد کی طرح ہے۔ یعنی جب استخفاف اور استہانت اور ہزل اور استہزاء سے کفر لازم آ رہا ہو یہ لزوم کفر التزام کفر کے حکم میں ہوگا۔ استخفاف کی صورت میں قائل کا یہ کہنا کہ میری نیت نہیں تھی خطا یا غلطی ہوئی یا مجھے اس عمل یا قول کے ساتھ کافر ہو جانے کا علم نہیں تھا، قبول نہیں کیا جائے گا۔

- چونکہ زیر بحث مسئلہ نہایت حساس تھا اور قارئین کی جانب سے طعن و تشنیع کا اندیشہ تھا اس لئے ہم نے درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں نقل کر دیں تا کہ اعتراض کرنے والے اگر اعتراض کریں تو تنویر الابصار کے مصنف الشیخ محمد بن عبداللہ تمرتاشی غزی متوفی ۱۰۰۴ھ اور درمختار کے مصنف الشیخ محمد علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ پر کریں یا پھر الفقیہ ابوبکر بلخی پر کریں جن کی تمام فقہاء نے تائید کی ہے اور آج سے تقریباً پانچ چھ سو سال پہلے ننگے سروں اور بازوں والی عورتوں کو کافرۃ اور مرتدہ قرار دیا ہے اور ان عورتوں کے مکشوفہ اعضاء پر نظر پڑنے کو جائز کہا ہے اور اس کو آپ نے آنکھوں کا زنا یا تقویٰ کیخلاف نہ سمجھا۔

اس فتویٰ کا پس منظر فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے وہ یہ کہ جب آج سے چھ سو سال پہلے دمشق اور مصر اور شام وغیرہا کی خواتین عام گزرگاہوں اور تفریحی مقامات اور دریاؤں اور سمندروں کے ساحلوں پر ننگے سروں اور بازوں کے ساتھ گھومنے لگیں اور گھروں میں جہالت کی وجہ سے کفریات بکنے لگیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ ان خواتین کے نکاح کا کیا ہوگا اور یہ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے کس طرح حلال ہوں گی۔ محققین علماء فقہ نے فرمایا ان عورتوں کے احکام قصداً کفر اختیار کرنے والی اور مرتد ہو جانے والی عورتوں کے ہوں گے۔

- اگر مسلمان عورت قصداً کفر کے اعمال یا اقوال سے کسی عمل یا قول کا ارتکاب کرے جس عمل یا قول کا کفر ہونا بالاتفاق ہو اور اس عورت کو علم ہو کہ جس عمل یا قول کا میں ارتکاب کر رہی ہوں وہ کفر ہے خواہ اس خاتون کی نیت یہ ہو کہ میں شوہر سے آزاد ہو جاؤں یا کوئی دوسری غرض ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ عورت مرتدہ کہلائے گی اور اس کا ایمان اور اگر شادی شدہ ہے تو نکاح بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ عورت خود آ کر دوبارہ اسلام قبول کر لے اور تجدید ایمان کر لے تو فبہا ورنہ عدالت شرعیہ

اس عورت کو دوبارہ اسلام قبول کرنے اور تجدید ایمان پر مجبور کرے اس طرح کہ اُسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے یا تو وہ عورت دوبارہ اسلام قبول کرے یا پھر مر جائے لیکن جبر قاضی اور جج ہی کر سکتا ہے اور تجدید ایمان تو کفریہ عمل یا قول سے رجوع کر لینے اور کلمہ شہادت پڑھ لینے سے میں بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں جبر کی ضرورت نہیں رہتی، اور چونکہ موصوفہ کا نکاح بھی ختم ہو گیا تھا۔ نکاح کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ عورت تجدید ایمان کے بعد دوبارہ گواہوں کی موجودگی میں شوہر سے ایجاب اور قبول سے نکاح کی تجدید کرے۔

اگر وہ عورت تجدید ایمان کے بعد موصوف شوہر سے نکاح نہیں کرنا چاہتی یا چاہتی ہے۔ لیکن شوہر دوبارہ نکاح نہیں کرنا چاہتا تو عدت کے بعد موصوفہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر عورت تجدید نکاح نہیں چاہتی اور شوہر دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو علماء احناف کے اسی سلسلہ میں تین قول ہیں۔ اول بخارا کے علماء اہلسنت نے فرمایا تجدید ایمان کے بعد موصوفہ سے قلیل مہر کے معاوضہ پر جبر کے ساتھ تجدید نکاح کرایا جائے۔ دوم بلخ کے علماء نے فتویٰ دیا کہ کسی مسلمان کی بیوی کے مرتدۃ ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہٰذا تجدید ایمان کے بعد موصوفہ بغیر تجدید نکاح کے موصوف شوہر کی بیوی ہوگی۔ دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی اور پہلے شوہر کے لئے حلال ہے انہوں نے فرمایا کیونکہ تجدید نکاح پر جبر کرنے میں نہایت مشکلات پیش آ سکتی ہیں اور فسخ نکاح کے حکم کرنے سے خواتین کے لئے شوہر سے آزاد ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس سے معصیت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ نکاح کرنے کی غرض سے بیویاں ایسا حیلہ کر سکتی ہیں اس لئے مرتدہ شادی شدہ کے نکاح کے عدم فسخ پر فتویٰ دیا جائے گا۔ سوم نوادر الروایت میں امام اعظم کا حکم ہے کہ وہ عورت مرتدہ جس نے تجدید ایمان کر لیا ہے۔ وہ مرتدہ ہونے کے بعد رقیقہ اور لونڈی ہو گئی تھی۔ تجدید ایمان کے بعد بھی لونڈی کے حکم میں ہوگی اور شوہر کے تغلب اور قبضہ کی وجہ سے وہ عورت بغیر نکاح کے شوہر کے لئے حلال ہوگی۔ ظاہر الروایۃ میں امام اعظمؒ سے اگر چہ یہ روایت ہے کہ مرتدہ اگر دارالاسلام میں ہے تو لونڈی نہیں بنائی جا سکتی لیکن نوادر کی روایت میں ہے شوہر کا کہ اُسے لونڈی بنانا جائز ہے بعض علماء نے اس نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے صاحب تنویر الابصار نے اس کو ترجیح دی ہے اور نہر الفائق میں ہے جبر اور ضرب اور دیگر سزاؤں کی بنیاد پر دوبارہ تجدید نکاح پر موصوفہ کو مجبور کرنے میں نہایت مشقت ہے خصوصاً ان خواتین کے سلسلہ میں جو دن میں بار بار مرتدہ ہوتی ہیں تو بار بار تجدید

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود وترمذی)

کے لئے جبر اور ہر وقت ضرب وتشدید نہایت مشکل ہے، فرماتے ہیں عجمی علماء سے ایک شیخ ایک ایسی ہی بیوی کے ابتلاء میں ہے جو کفر میں ہے جو کفر میں کثرت کے ساتھ واقع ہوتی ہے پھر اس قول سے انکار کر دیتی ہے اور تجدید نکاح سے بھی انکار کر دیتی ہے اور شرعی اور اسلامی قواعد سے ہے المشقة تجلب التَّيْسِيرَ وَاللهُ الْمُيَسِّرُ لِكُلِّ عَسِيْرٍ یعنی مشقت آسانی کو کھینچتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مشکل کے لئے آسانی پیدا کرنے والا ہے۔

اس پس منظر میں فقہاءِ کرام کے اگرچہ تین قول ہیں لیکن سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتدات کی طرف نظر کرنے کی حرمت ساقط ہوتی ہے اگر مرتدات ننگے سر اور اعضاء کے ساتھ عام مجالس اور گزرگاہوں میں آنے سے حیاء نہیں کرتیں تو ان کو دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔ اور نوادر کی روایت پر جب مرتدات لونڈی کے حکم میں ہے تو تجدید ایمان سے بھی وہ رقیت اور لونڈی ہونے سے خارج نہیں ہوں گی۔ کیونکہ فقہاء فرماتے ہیں اسلام الرقيق لا يخرجه عن الرق کہ غلام کا مسلمان ہو جانا اس کو رقیت سے خارج نہیں کرتا اور لونڈی کا سر اور بازو ستر اور عورت نہیں ہوتے ان اس کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہوتا۔ علامہ شامی کی عبارت میں دارالاسلام کی قید اگر احترازی ہو تو دارالحرب یورپی ممالک میں موجود ذکر شدہ خواتین تغلب کے بعد مملوکہ اور جنبی منافع کیلئے حلال ہونے کا حکم کرنے کا استنباط ہو سکتا ہے۔

- موجودہ دور کی خواتین خصوصاً ٹی وی اور الیکٹرانک میڈیا کے اشتہاروں اور ڈراموں میں یا پرنٹ میڈیا اخبارات وغیرہا میں عریاں اور ننگی تصاویر کے ساتھ ظاہر ہونے والی خواتین اور اسٹیج پر رقص وسرود کی محفلوں میں عریاں اور بے حیائی کے ساتھ مردوں کی مجالس میں رقص کرنے والی خواتین کے مرتدات ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں زیرِ تعلیم طالبات اور ان کی معلمات اور بسوں اور ویگنوں میں ننگے سر اور بازو طالبات اور معلمات کے متعلق قارئین درج بالا ذکر کردہ تفصیل سے احکام کا خود استخراج کر سکتے ہیں۔ میں تو نہایت عاجزی اور خوف سے صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں انا لله وانا اليه راجعون۔ (مفتی محمد رفیق حسنی)
- چونکہ کلمہ طیب یا کلمہ شہادت اور اسلام کی حقانیت کے اقرار سے ارتداد کے بعد الحمدللہ اسلام اور ایمان حاصل ہو جاتا ہے اور ذکر کردہ ننگے اعضاء والی عورتیں اسی وجہ سے یقیناً مسلمات اور مؤمنات ہیں اور ہمیں ان کے ایمان میں شک نہیں ہے اور مغفرت کی مدار بھی ایمان پر ہے لیکن

تخصيص العام بالنية مقبولة ديانة لا قضاء ☆

ہماری بحث شادی شدہ خواتین کے نکاح میں ہے اور حرمت نظر کے حوالہ سے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کردہ خواتین کے ساتھ ان کے شوہروں کے ازدواجی اعمال حلال ہیں لیکن بیوی ہونے کی حیثیت سے یا لونڈی کی حیثیت سے اگر تجدید نکاح ہوتا رہے تو وہ بیویاں ہوں گی اور بار بار تجدید نکاح نہ ہو تو پھر وہ لونڈیاں ہوں گی۔

- درمختار اور تنویر الابصار کی عبارتوں سے واضح ہے کہ وہ کافرہ عورتیں جو دارالحرب میں ہیں انہیں لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے۔ استیلاء اور تغلب سے وہ غلبہ پانے والوں کے لئے لونڈیاں ہوں گی۔ بشرطیکہ وہ کسی کے نکاح میں نہ ہوں اور دارالحرب کے حاکم سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے وہ یورپی ممالک جن میں کبھی اسلام کی حکومت نہیں رہی وہ دارالحرب میں اس ضابطہ کے تناظر میں یورپی ممالک میں مقیم خواتین کے احکام استخراج کرنا اہل علم کے لئے مشکل نہیں ہیں۔

علامہ شامی کے دور میں قحبہ خانوں میں بازاری اور پیشہ ور زانیات کے متعلق کسی عالم نے درج بالا قواعد شرعیہ کی روشنی میں مکشوفۃ الروٗس والزراع اور پیشہ ور زانیات کے متعلق فتویٰ دیا تھا کہ دارالاسلام میں موجود خواتین مرتدات ہیں اور لونڈیوں کے حکم میں ہیں جس شخص نے ان خواتین پر قبضہ کرلیا وہ ان کا مالک ہو گیا، اس کا ان کے ساتھ مباشرت کرنا بھی جائز ہوگا۔ لیکن علامہ شامی نے اس کا رد فرمایا اور فرمایا کہ ایسی مرتدات کی طرف نظر کرنا تو جائز ہے کیونکہ ان کی حرمت نظر ساقط ہے لیکن ان کے اجسام سے نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ اور ہمارا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن میں خود ذاتی طور پر قواعد شرعیہ کی روشنی میں علامہ شامی کی جانب سے رد میں پیش کئے گئے دلائل سے مطمئن نہیں ہو سکا۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا۔**

رخصتی اور زفاف کے حوالہ سے ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ بعض غیر عالم صوفیوں کا تورع کہ اگر دعوت ولیمہ یا دعوت عید میں دف اور غناء ہو تو وہاں طعام کھانا حرام ہوتا ہے۔ لغو اور باطل ہے جب سید المتقین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیع بنت معوذ کی شادی میں لڑکیوں کا دف اور غناء خود سماعت فرمایا۔ حضرت عائشہ نے جس بچی کی شادی فرمائی، بچی کے ساتھ غناء کرنے والی لڑکیوں کو بھیجنے کی ترغیب فرمائی اور پھر ان کو وہ اشعار پڑھ کر سنائے جن کو غنا کے ساتھ پڑھنا چاہئے تھا کہ اَتَینَاکُمْ اَتَینَاکُمْ فَحَیَّینَا وَحَیَّاکُمْ۔ اور بدری صحابہ کرام کا لڑکیوں سے غناء کے ساتھ

☆عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً☆

اشعار سننا ثابت ہے تو پھر مصنوعی ورع اور تقویٰ اور دف اور غناء کی وجہ سے طعام حرام بتانا نہایت غلط قول اور گستاخی ہے۔

ہمارے ان پڑھ صوفیوں نے مشائخ نقشبند کی طرف ایسی روایات منسوب کر دی ہیں جو احادیث صحیحہ سے متعارض ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بارات اور نکاح اور ولیمہ کی تقریبات میں ہر دور کے مطابق سرور اور خوشی کے اظہار کے لئے ہلکی پھلکی موسیقی اور ساز و غناء جائز ہیں بلکہ مستحب ہیں۔ لیکن اجنبی عورتوں کے فحش گانے اور موسیقی اور فنکار مردوں اور عورتوں کے اختلاط کے ساتھ شہوت انگیز مناظر اور شہوت انگیز اشعار شدید حرام ہیں بلکہ مردوں کی مجالس یا عورتوں اور مردوں کے ساتھ اختلاط کی مجالس میں بالغ خواتین بلا حجاب کی تلاوت اور صلوٰۃ و سلام اور نعتیں اور میلاد پڑھنا بھی حرام اور اشد حرام ہے اور ایسی مجالس میں شرکت بھی حرام ہے۔ ایسی تفریط کہ جائز تفریح کو بھی حرام کہا جائے، جیسے بعض جاہل صوفی کہتے ہیں اور ایسا افراط کہ بالکل آزاد مخلوط مجالس کو جائز کہا جائے جیسے دور حاضر کے بعض علماء کہتے ہیں، صحیح نہیں ہے۔

روضات

شریعت وطریقت کے موضوع پر

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک فارسی تحریر کا اردو ترجمہ

مترجم مولوی ثناء اللہ ندوی ☆ باہتمام شاہ انجم بخاری

۹۶ صفحات خوبصورت طباعت ہدیہ صرف ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ

☆☆☆

مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ

۵۵۶ امانی شاہ کالونی یونٹ نمبر ۱ لطیف آباد حیدرآباد سندھ

☆ الایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض ☆ قسم کا دارومدار الفاظ پر ہوتا ہے اغراض پر نہیں